جوانوں پر مغرب کی طرف رجحان کا اثر

عماد العلماء علامہ ڈاکٹر سید علی محمد نقوی دام ظلہ

دنیائے اسلام میں آخری صدی کا ایک اہم ترین انقلاب نو جوانوں کا ایک اہم اور ممتاز طبقے کی شکل میں ظہور ہے۔ مغرب کی طرف رجحان کا سلسلہ شروع ہونے، صنعت کے منظر عام پر آنے، تعلیم کے نئے نظام کی آمد اور خاندانی روابط میں ایک انقلاب برپا ہونے کے بعد نو جوانوں نے ایک طبقے کی شکل میں سر اٹھایا، اس سے پہلے سماجیات کے نقطۂ نظر سے نئی پود کو ایک سماجی طبقے کی حیثیت حاصل نہیں تھی بلکہ ایک سنّی گروہ اور جماعت کے طور پر متعارف تھی۔

سماجی لحاظ سے وہ کچھ ان امتیازی خصوصیات کے حامل نہ تھے کہ ایک مستقل طبقے کی تشکیل کرتے۔ آخری صدی میں نئی پود، اس کی مشکلات اور ضرورتیں پہلی دفعہ ایک مستقل اور ممتاز سماجی مسئلہ اور عقیدہ لا ینحل کی شکل میں سامنے آئیں جن کا اس کے مستقل طبقے کی شکل میں ظہور سے لازم وملزوم کا رشتہ تھا۔

مخصوص مسائل و مشکلات سامنے آئیں اور پھر ایسے طبقے، فرقے، یونین اور انجمنیں بنیں جن کا تعلق خاص طور سے صرف جوانوں سے تھا، بڑوں کا ان میں کوئی حصہ نہ تھا۔

اس طبقے کے کچھ اپنے مخصوص مسائل، مشکلات کام، تعلیم، تفریح اور دوسری سرگرمیاں ہیں جو نئی پود کی خصوصیتیں ہیں۔ اگلے زمانے میں تعلیم جیسی چیز کا تعلق تک صرف جوانوں کے ساتھ مخصوص نہ تھا، چنانچہ قدیم تعلیمی درسگاہوں میں مہد سے لیکر لحد تک تعلیمی سلسلہ جاری رکھنے کی روایت ہنوز موجود ہے۔ اس نظام تعلیم میں استادی کے درجے پر پہنچنے کے بعد بھی آدمی طالب علم ہی شمار ہوتا ہے ایک جماعت کو تعلیم دیتا اور دوسری جماعت سے تعلیم حاصل کرتا ہے لیکن نئے نظام تعلیم نے سن کے لحاظ سے تعلیم کو صرف جوانوں کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے، یہ اور اسی قسم کے دوسرے عوامل ہیں جنہوں نے جوان نسل کو ایک ممتاز سماجی طبقے کی شکل میں ڈھال دیا۔

اس اہم سماجی انقلاب کے بعد یورپ اور مشرق کے سامراجی طاقتوں کی یہ کوشش ہوئی کہ اس نئی پود اور طبقے میں مغربی انقلاب و تہذیب کے نمونوں کی ترویج و اشاعت کریں۔ ۱۶ سے ۲۵ سال تک کی عمریں عموماً جذبات و خیالات میں ہیجان اور اتھل پتھل کا دور ہے، ان عمروں میں انسان کے اندر غیر معمولی شور و ہنگامہ اور ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے۔ اور مختلف لحاظ سے وہ ایک بحرانی کیفیت سے دوچار ہوتا ہے۔ ان سالوں کو بحرانی دور سے زیادہ تر اسی لئے تعبیر کرتے ہیں کہ ان میں نئی نسل کے اندر مہم جوئی اور حصول آزادی کا شدید رجحان پیدا ہوتا ہے وہ سوسائٹی میں اپنا مخصوص رول ادا کرنا چاہتی ہے۔ ان فطری رجحانات و میلانات کا بہاؤ اگر صحیح

راستے کی طرف کر دیا جائے تو وہی لوگ سماج کے لئے سعادت وخوش نصیبی کا سرچشمہ ثابت ہو سکتے ہیں لیکن مشرق و مغرب کے جن کارگذاروں نے نفسیات اور سماجیات کو اپنے سامراجی منافع اور مصالح کے لئے استعمال کیا انہوں نے اس نفسیاتی مسئلہ کا غلط فائدہ اٹھایا انہوں نے اس بات کی کوشش شروع کر دی کہ درج بالا رجحانات کو سماج کے ارزشی (اقداری) تہہ و بالا کرنے سامراجی تہذیب و ثقافت کی تاخت و تاراج کے لئے زمین ہموار کرنے اور مشرق کی تہذیبی اور تاریخی ہیئت کو مجروح اور پامال کرنے کے کام میں استعمال کریں۔

نوجوانوں میں مغرب کی طرف رجحان کی اشاعت کے گونا گوں اسباب وعوامل ہیں مغرب کی طرف رجحان کے پھیلنے کا ایک اہم نفسیاتی عامل نئی پود کی فطری ''نوگرائی'' تھی۔ نئی نسل کے افراد بلا ملاح کی کشتی کی طرح بہت جلد بپھری ہوئی لہروں کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتے ہیں، فلسفیانہ اور اعتقادی لحاظ سے چونکہ وہ ہنوز عمق و گہرائی اور پختگی سے بے بہرہ ہوتے ہیں دوسری طرف عہد جوانی کی مخصوص ہیجانی کیفیت انہیں مہم جوئی پر مجبور کرتی ہے انجان افق تک رسائی کے لئے انہیں غیر معمولی اشتیاق اور دلچسپی پیدا کر دیتی ہے اس وجہ سے نفسیاتی لحاظ سے دیگر طبقے کی بہ نسبت بہت جلد وہ ہر نئے فیشن اور نمونہ کی طرف جذب ہوجاتے ہیں نئے فیشن کی طرف ان کے فطری میلان نے بہت جلد نوجوانوں کی ایک انبوہ کو مشرق یا مغرب کے دام بلا میں گرفتار کر دیا۔

اس تباہ کن سیلاب کے مقابلے میں بیشتر اسلامی ملکوں میں بڑے بوڑھوں نے اصلی اسلام کو ایک مکمل انقلابی نظریہ کے طور پر پیش کرنے میں کوتاہی کی۔ مذہب کا ایک عام اندازہ جس کا دور انحطاط و زوال میں رواج ہو گیا تھا اور جس کا خلاصہ اور ماحصل اسلام کو چند خرافاتی رسوم وعقائد میں محدود کر دینا تھا بہت سے مواقع میں اسلام کے اصلی تعلیمات سے بہت دور ہو گیا تھا اور اس نئی پود کو مطمئن نہیں کر سکتا تھا۔ بیشتر اسلامی ملکوں میں (جن میں ترکی، ہندوستان اور مشرق بعید کے ممالک بھی شامل ہیں) نوجوانوں کی فکری پرداخت کے لئے کافی خوراک مہیا نہیں ہوئی اس خلاء کا مشرق ومغرب کی بدیسی طاقتوں نے ناجائز فائدہ اٹھا کر بھرپور وار کیا۔

متعلق روشن خیال طبقہ، سنیما کی فلموں کے بنانے والے اور ریڈیو وٹیلیویژن کے پروگرام ڈائرکٹر سب نے مل کر یہ طے کیا کہ نوجوانوں کو اپنے دام فریب میں گرفتار کریں تمام فکری اور ثقافتی اڈے اور تمام اقتصادی سیاسی اور حربی اقتدار کی باگ مغرب کی طرف مائل عناصر کے ہاتھ میں تھی، دائیں بائیں بازو کی نظریات سے متعلق جو کتابیں بھی انھوں نے چاہیں جوانوں کے ہاتھ لگا دیں لیکن بیشتر اسلامی ملکوں میں اسلامی تہذیب وثقافت سے متعلق کتابوں کا گویا قحط ہی تھا۔ ایک طرف مفید اور رہنما کتابوں کی کمی اور دوسری طرف ہمہ جہتی پروپیگنڈہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ جوانوں کی بڑی تعداد بدیسیوں کے مکتب فکر اور نمونہ ثقافت کی طرف مائل ہوگئی لیکن جن ملکوں میں تیز قدم علماء اور پختہ عزم روشن خیال لوگوں نے اپنی ذمہ داری سمجھی اور اسلام کو ایک اصلی متحرک اور جامع

نظام کی شکل میں پیش کیا اور نوجوانوں کی فکری پرورش پر دھیان دیا۔ وہاں نئی پود نہ صرف یہ کہ اپنے سے بیگانہ نہ ہوئی اور دوسروں کی طرف مائل نہ ہوئی بلکہ یورپ کی ثقافتی اور سیاسی بساط کو الٹ دینے میں اس نے اہم رول بھی ادا کیا نیز اِسلَامِیْ نَشْأَۃِ ثَانِیَہ اور رجوع بذات کی تحریک میں اس کا مخصوص حصہ ہو گیا۔ صحیح کتب کی رہنمائی کا کام جب بہتر طریقے پر انجام پاتا ہے اور نئی پود کی نفسیاتی فیلڈ کو صحیح رخ دینے کی کوشش کی جاتی ہے تو پھر یہی نسل ثقافتی سامراج کے انحرافی دباؤ کے مقابلے پر بجائے اس کی طرف مائل ہونے کے اس سے سرکشی کرتی ہے۔

فرنگی مآب روشن خیال طبقے نے نئی پود کو خراب کرنے میں اہم رول ادا کیا ہے کیونکہ تعلیم یافتہ جوانوں نے جب فکری خلاء کا احساس کیا تو ان لوگوں کا سہارا لیا جو انھیں فکری غذا فراہم کر سکیں۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جن لوگوں نے حواس کی فکری تغذیہ کی ذمہ داری سنبھالی وہ خود حواس باختہ اور بدیسیوں سے وابستہ تھے ان کی ساری توجہ انھوں ہنر برائے ہنر اور (منفی باف منھیلسٹ ادیبوں) کی تصانیف کے ترجمے جسے بکت وکامو، یونسکوئی تحریروں کی طرف موڑ دی، اور نشہ آور دوائیں اس نسل کے خون میں پیوست کر دیں ان کی تمام تر کوششیں اس امر پر مرکوز ہو گئیں کہ تیسری دنیا کی نئی پود اپنی اصلی انسانی قدروں کو فراموش کر دے اور اس کی جگہ زندگی کی مادی اور مصرفی قدروں کو اختیار کر لے۔ قابل ذکر بات ہے کہ نئے نظام تعلیم اور مذکورہ بالا طبقہ سے وابستہ اساتذہ اور ادباء کا بھی اس کوشش میں کچھ نہ کچھ حصہ رہا ہے۔

منسوب کی طرف رجحان اور بازارو و سوقیانہ تہذیب وثقافت کی ترویج واشاعت کے بہترین ذرائع سنیما، ٹیلیویژن، جاسوسی اور عشقی ناول اور کہانیاں اور سماج میں مرد عورتوں کا آزادانہ اختلاط وغیرہ تھے۔

مغرب کی طرف رجحان نے اضافہ فساد کے ایک خودکار نظام کو جنم دیا۔ جس کی شکل یہ تھی کہ عورتوں کے درمیان پھیلی فساد و بدنظمی اور آزادی وخود مختاری نے ان جوان لڑکوں کو جو جنسی بحران کے بھنور میں پھنسے زندگی گزار رہے تھے، فاسد اور بدچلن کر دیا اور ان جوان لڑکوں کی بدچلنی نے لڑکیوں خصوصاً مہاجر دیہاتی عورتوں کی آوارگی اور ہرزہ گردی کے بھنور میں لا کر ڈال دیا۔

فساد کے اس خودکار نظام کی سب سے بڑی غذا دیہاتی لڑکے لڑکیاں تھیں جو شہروں کی طرف ہجرت کے رجحان کے نتیجے میں بڑے بڑے شہروں میں نووارد ہوئے فساد کے لاتعداد ڈھکانوں اور شہوت رانی کے بے انتہا مراکز سے روشناس ہوتے اور چونکہ اپنے خاندان اور آشناؤں سے بھی دور ہوتے تھے اس لئے بے خوف وخطر اور کسی ذمہ داری کا احساس کئے بغیر لا ابلالی پن کے مظاہرے کرتے۔

دوسری جانب نہ صرف یہ کہ کوئی صحیح تربیتی ادارہ موجود نہ تھا بلکہ مغرب سے وابستہ حکومتوں کے امکانات بھی فساد و بدنظمی اور فحش و بے حیائی کے مروخوبی کے ہاتھ میں تھے ان اسباب کا نتیجہ یہ ہوا کہ جوانوں میں اخلاقی بگاڑ ہوا اور

وہ حقیقی زندگی کے قدروں سے دور جا پڑے لیکن انھیں نو وارد دیہاتی جوانوں میں کچھ ایسے بھی تھے جن کو پہلے سے صحیح تربیت ملی ہوئی تھی اور مضبوط ثقافتی شخصیت اور شعور سے وہ بہرہ مند تھے انھوں نے بدلی ثقافتی عناصر کو اپنے افکار و خیالات اور اپنے نظام زندگی سے ہم آہنگ نہیں پایا اور مغربی نظام اقدار میں جذب ہونے کے بجائے انھوں نے اس کے خلاف ردعمل کا اظہار کیا۔ دیہاتی جوانوں کے اس طبقے کی شہر میں آمد نے ''رجوع بذات'' (اپنی طرف واپسی) کی تحریک کو اور تیز کر دیا۔

بعض جوانوں کے اسلام سے دور ہونے اور بدیسیوں کی آغوش میں پہنچنے کا ایک دوسرا عامل بڑے بوڑھوں کا نامناسب برتاؤ تھا۔ اسلامی ملکوں کے دور انحطاط و پستی اور عہد انجماد میں جبکہ مسلمانوں کا معاشرہ بہت سے مواقع میں اصلی اسلامی تعلیمات کو فراموش کر چکا تھا جوانوں اور بچوں کے ساتھ اپنے روابط میں بڑے بوڑھوں نے اسلامی ہدایات کو پیش نظر نہیں رکھا، اس کے بجائے ان کے ساتھ وہ تیزی، گرم مزاجی اور روکھے پن سے پیش آئے۔

غصہ ور والدین کی اس روش نے بہت سی خرابیاں پیدا کر دیں، نئی نسل کو روایتی اقدار سے بے تعلق کرنے اور فرنگی مآبی کے دام فریب میں گرفتار کرنے میں ان کا پورا اثر ہے۔ ان روایتی والدین کی نیت اگر چہ بہتر تھی اور جہالت و لاعلمی سے ہی وہ اس طرح کی غلطی کر بیٹھے لیکن اسلامی معاشرے کو ان کی اس غلطی کی بڑی قیمت ادا کرنی پڑی۔ اس اثناء میں ہم ان لاتعداد جوانوں کو جو اسلامی معاشرے کی بجا طور پر عظیم انسانی ثروت اور دولت تھے، دنیائے اسلام کے مختلف حصوں میں ہاتھ سے دے بیٹھے۔

آخر میں ایک ایسا عامل جس نے بہت سے جوانوں کو مغربی تہذیب وثقافت کے نمونوں خصوصاً مارکسیزم کی طرف مائل کر دیا سماجی ناانصافیاں اور مالی واقتصادی پریشانیاں تھیں مشرقی معاشرے کی انحطاط وپستی اور اسلامی تعلیمات سے دوری کے عہد میں خصوصاً یورپ سے وابستہ خود غرض، منحوس اور شیطانی حکومتوں جیسے پہلوی عہد حکومت کے زیر سایہ نئی سماج کی نئی پود یا تو خود ہی ناداری، ناانصافی اور پریشانی دام میں گرفتار تھے یا دوسرے بچوں کو بڑے بڑے شہروں کی گلی کوچوں اور بازاروں میں یا شہروں کے اطراف کھنڈروں میں آوارہ، ننگے اور بھوکے گھومتے ہوئے دیکھتی تھی۔ ایسی حالت میں مشرق ومغرب کے سامراجی کارکنوں نے صنعتی سرمایہ داری یا کمیونسٹ معاشرے کے لوگوں کے طرز زندگی کے جھوٹے اور دلفریب نمونے ان کی نگاہوں کے سامنے پیش کئے۔ اس طرح کے نوجوان جن میں ابھی فکری پختگی کی کمی تھی اور مغربی نظام (جن میں مارکسیزم بھی شامل ہے) سے پیدا ہونے والی آفتوں کا بھی انھیں علم نہیں تھا، ان پر پیگنڈوں کے دام فریبی میں پھنس جاتے، مغرب کی طرف یہ رجحان چاہے امریکہ سے ماخوذ ہو یا روس سے، کوئی فرق دونوں میں نہیں ہے کیونکہ درحقیقت دونوں قسموں کو۔ ایک براہ راست دوسرا بالواسطہ۔ یورپ ہی کی پیداوار سمجھا جا سکتا ہے۔

ان اسباب کی بنا پر اور مشرقی ومغربی بلاک کے

سامراجی کارکنوں کے پھیلائے ہوئے جال کی موجودگی میں نوجوانوں کا طبقہ اسلامی معاشرے میں دوہری آفت سے دوچار ہوا، یا تو شوقیانہ پن اور عدم تشخص کے دام میں پھنس گئے اور آسودگی وخوشحالی اور مصرف کا رویہ اختیار کرلیا یا بدیسی نظریات کے دام میں گرفتار ہیں اور اقتصادی لحاظ سے وہ صحیح راستے سے منحرف ہوگئے۔

مغربی ثقافت کے نمونوں کی اشاعت کے نتیجے میں ان نوجوانوں کا ایک طبقہ تہی مغز و خالی الذہن اور سوقیانہ موجودات کی شکل اختیار کرگیا اور مصرف کے دام میں گرفتار ہوا۔ ٹھیک اس کھلونے کی طرح جسے حسب خواہش لباس پوشاک پہناتے اور بناتے سنوارتے ہیں۔

یہ طبقہ مغرب کے سیاسی اور ثقافتی سامراج اور اس کی لادی ہوئی قدروں کا لقمہ بن گیا۔

مغرب کی طرف مائل جوانوں کا دوسرا طبقہ ان لوگوں کا تھا جو اگرچہ شوقیانہ پن میں گرفتار نہیں ہوئے مگر راہ راست سے برگشتہ ہوکر روس، چین، آبنائی حتیٰ کہ امریکہ کے بظاہر انقلابی اور دلفریب نظریات کے دام بلا میں جا کر پھنس گیا۔ دونوں طبقوں نے اپنی تہذیب وثقافت کو خیر کہا، اپنی تاریخی ثقافتی اور مکتبی ہیئت وشخصیت کو ہاتھ سے دے بیٹھے اور اس راستے پر اپنی جانیں تک نچھاور کردیں۔

پہلا طبقہ مغربی سرمایہ داری اور مصرف پرستی کا کھلونا بن کر رہ گیا جبکہ دوسرا طبقہ مارکسیزم ، سوشلزم اور دوسرے بدیسی نظریات پر قربان ہوکر رہ گیا۔

اپنی تاریخ و تعاقب سے بے تعلقی نے ان نوجوانوں میں سخت قلبی وذہنی تناؤ پیدا کردیا، ان میں شورش، سرکشی و بغاوت، خطرناک حد تک منشیات کا استعمال، اخلاقی گراوٹ جنسی مشکلات اور ہزاروں دوسرے مسائل کھڑے کر دئے۔

مغرب کی طرف میلان کے سبب نئی نسل زیادہ سے زیادہ حیرانی وسراسیمگی کی شکار ہوگئی ان میں خاص طور سے جن نوجوانوں نے اپنی سماجی کردار ثقافتی اڈوں کو ترک کردیا اور بدیسیوں سے جا ملے انھیں اپنی شخصیت اور ہیویت کے گم ہوجانے اور شوقیانہ پن کا شکار ہونے کی تکلیف کا احساس ہونے لگا۔ جو نوجوان مغرب کی طرف میلان کے دام کے شکار نہیں ہوئے تھے اور اپنی تاریخ، تہذیب اور نظریات سے وفاداری کے ساتھ چپکے رہے، اسے معاشرے میں جہاں فرنگی مآبی کی لہروں نے ستم ڈھانے شروع کردئے تھے وہ سخت اذیت اور تکلیف محسوس کرنے لگے جن نوجوانوں نے بے طرفی سے کام لیا اور کسی ردعمل کا اظہار نہیں کیا، تعلیم ختم کرکے جب عملی زندگی میں انھوں نے قدم رکھا تو انھیں بھی اس تلخ حقیقت کا اندازہ ہوا کہ مغرب کی طرف میلان والے نظام میں جو چیز ترقی اور پیش رفت کا ذریعہ تھی وہ صرف پیشہ اور روابط میں ہے، علم وفرائض اور استعداد ولیاقت نہیں ہے۔ اس طرح مغرب کی طرف میلان نے بیشتر اسلامی ملکوں میں نوجوانوں کو صرف حیرانی اور مایوسی کا تحفہ دیا ہے۔

بقیہ صفحہ ۴۳ پر

کوئی کلام نہیں کہ خدا حقیقتاً قائم بالذات ہے اور اس کی کوئی ماہیۃ بھی ہے۔ پس یہ تو عین عقیدہ اسلام اور تعلیم ایمان ہے۔

لیکن ان بیانات سے اطمینان نہ ہو جب بھی ہشام موردطعن قرار نہیں پاسکتے کیونکہ مسلم ہے کہ وہ ابتدائی عرصہ تک اپنے ہی کسب کردہ علم وعقل پر عمل کرتے رہے پس اسی زمانہ میں ممکن ہے اپنی سمجھ سے یا اپنے اساتذہ کی تعلیمات کے اثر سے تجسیم وتشبیہ کے شبہ میں بھی مبتلا رہے ہوں یہاں تک کہ بخت بیدار نے کسی تقریب سے حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں پہنچایا اور جب علم وحکمت، معرفت وحقیقت کے اس بحر ذخار کے سامنے اپنے علم کو مثل جز وقطرہ کے پایا تو اپنے ان عقائد باطلہ سے توبہ کر کے مومن کامل اور شیعہ خالص قرار پائے اور صحبت وشاگردی حضرت امامؑ کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔ پس کسی شخص کے ترک کردہ عقیدہ کو بعد میں بھی اس کی طرف نسبت دیتے رہنا کیونکر معقول ہوسکتا ہے ورنہ پھر جتنے جلیل القدر حضرات ابتدائے اسلام سے اس وقت تک کفر ترک کر کے حلقۂ اسلام میں داخل ہوتے رہے ہیں وہ بھی اپنے سابق کفر کے سبب سے موردطعن وتشنیع قرار پاجائیں گے اور پھر یہ سلسلہ بہت دور تک پہونچ جائے گا۔

اس کشمکش اور سراسیمگی کے درمیان اسلامی حلقے کی تازہ تحریک خصوصاً مجاہد علماء اور پختہ عزم روشن خیال حضرات کی کوششوں سے مختلف اسلامی ملکوں میں وسیع مذہبی تنظیمیں بنیں جنھوں نے ان دو خطرناک رجحانات کے مقابلے پر ڈٹ کر جوانوں کے سامنے زندگی کا فلسفہ اور اس کے نصب العین کی وضاحت کی اور انھیں اسلامی قدروں سے روشناس کرایا۔ ان کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ جوانوں میں فرنگی قابی کی جو تباہ کن لہر چل پڑی تھی اس پر روک لگ گئی اور انھیں اخلاقی گراوٹ سے بچا لیا گیا، اس نسل کے کھنڈرات پر ایمان کی نئی عمارت کھڑی ہوئی، جوانوں کا شعور پروان چڑھا اور نئی پود مشرق ومغرب کی سامراجی طاقتوں اور ان کے اندرون ملک کارندوں کے باوجود ساری دنیائے اسلام میں اسلامی تحریکوں کی طاقت ور پشت پناہ ثابت ہوئی، اہل انقلاب اور اسلامی معاشرے کی معمار بنی۔ (جاری۔۔۔)





جوانوں پر مغرب کی طرف رجحان کا اثر

عماد العلماء علامہ ڈاکٹر سید علی محمد نقوی دام ظلہ

دنیائے اسلام میں آخری صدی کا ایک اہم ترین انقلاب نوجوانوں کا ایک اہم اور ممتاز طبقے کی شکل میں ظہور ہے۔ مغرب کی طرف رجحان کا سلسلہ شروع ہونے، صنعت کے منظر عام پر آنے تعلیم کے نئے نظام کی آمد اور خاندانی روابط میں ایک انقلاب برپا ہونے کے بعد نوجوانوں نے ایک طبقے کی شکل میں سر اٹھایا، اس سے پہلے سماجیات کے نقطۂ نظر سے نئی پود کو ایک سماجی طبقے کی حیثیت حاصل نہیں تھی بلکہ ایک سنّی گروہ اور جماعت کے طور پر متعارف تھی۔

سماجی لحاظ سے وہ کچھ ان امتیازی خصوصیات کے حامل نہ تھے کہ ایک مستقل طبقے کی تشکیل کرتے۔ آخری صدی میں نئی پود، اس کی مشکلات اور ضرورتیں پہلی دفعہ ایک مستقل اور ممتاز سماجی مسئلہ اور عقیدہ لانیحل کی شکل میں سامنے آئیں جن کا اس کے مستقل طبقے کی شکل میں ظہور سے لازم وملزوم کا رشتہ تھا۔

مخصوص مسائل و مشکلات سامنے آئیں اور پھر ایسے طبقے، فرقے، یونین اور انجمنیں بنیں جن کا تعلق خاص طور سے صرف جوانوں سے تھا، بڑوں کا ان میں کوئی حصہ نہ تھا۔

اس طبقے کے کچھ اپنے مخصوص مسائل، مشکلات کام، تعلیم، تفریح اور دوسری سرگرمیاں ہیں جو نئی پود کی خصوصیتیں ہیں۔ اگلے زمانے میں تعلیم جیسی چیز کا تعلق تک صرف جوانوں کے ساتھ مخصوص نہ تھا، چنانچہ قدیم تعلیمی درسگاہوں میں مہد سے لیکر لحد تک تعلیمی سلسلہ جاری رکھنے کی روایت ہنوز موجود ہے۔ اس نظام تعلیم میں استادی کے درجے پر پہنچنے کے بعد بھی آدمی طالب علم ہی شمار ہوتا ہے ایک جماعت کو تعلیم دیتا اور دوسری جماعت سے تعلیم حاصل کرتا ہے لیکن نئے نظام تعلیم نے سن کے لحاظ سے تعلیم کو صرف جوانوں کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے، یہ اور اسی قسم کے دوسرے عوامل ہیں جنہوں نے جوان نسل کو ایک ممتاز سماجی طبقے کی شکل میں ڈھال دیا۔

اس اہم سماجی انقلاب کے بعد یورپ اور مشرق کے سامراجی طاقتوں کی یہ کوشش ہوئی کہ اس نئی پود اور طبقے میں مغربی انقلاب و تہذیب کے نمونوں کی ترویج و اشاعت کریں۔ ۱۶ سے ۲۵ سال تک کی عمریں عموماً جذبات و خیالات میں ہیجان اور اتھل پتھل کا دور ہے، ان عمروں میں انسان کے اندر غیر معمولی شور و ہنگامہ اور ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے۔ اور مختلف لحاظ سے وہ ایک بحرانی کیفیت سے دوچار ہوتا ہے۔ ان سالوں کو بحرانی دور سے زیادہ تر اسی لئے تعبیر کرتے ہیں کہ ان میں نئی نسل کے اندر مہم جوئی اور حصول آزادی کا شدید رجحان پیدا ہوتا ہے وہ سوسائٹی میں اپنا مخصوص رول ادا کرنا چاہتی ہے۔ ان فطری رجحانات و میلانات کا بہاؤ اگر صحیح

راستے کی طرف کر دیا جائے تو وہی لوگ سماج کے لئے سعادت وخوش نصیبی کا سرچشمہ ثابت ہو سکتے ہیں لیکن مشرق و مغرب کے جن کارگذاروں نے نفسیات اور سماجیات کو اپنے سامراجی منافع اور مصالح کے لئے استعمال کیا انہوں نے اس نفسیاتی مسئلہ کا غلط فائدہ اٹھایا انہوں نے اس بات کی کوشش شروع کر دی کہ درج بالا رجحانات کو سماج کے ارزشی (اقداری) تہہ و بالا کرنے سامراجی تہذیب و ثقافت کی تاخت و تاراج کے لئے زمین ہموار کرنے اور مشرق کی تہذیبی اور تاریخی ہیئت کو مجروح اور پامال کرنے کے کام میں استعمال کریں۔

نوجوانوں میں مغرب کی طرف رجحان کی اشاعت کے گوناگوں اسباب وعوامل ہیں مغرب کی طرف رجحان کے پھیلنے کا ایک اہم نفسیاتی عامل نئی پود کی فطری ''نوگرائی'' تھی۔نئی نسل کے افراد بلا ملاح کی کشتی کی طرح بہت جلد بپھری ہوئی لہروں کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتے ہیں، فلسفیانہ اور اعتقادی لحاظ سے چونکہ وہ ہنوز عمق و گہرائی اور پختگی سے بے بہرہ ہوتے ہیں دوسری طرف عہد جوانی کی مخصوص ہیجانی کیفیت انہیں مہم جوئی پر مجبور کرتی ہے انجان افق تک رسائی کے لئے انہیں غیر معمولی اشتیاق اور دلچسپی پیدا کر دیتی ہے اس وجہ سے نفسیاتی لحاظ سے دیگر طبقے کی بہ نسبت بہت جلد وہ ہر نئے فیشن اور نمونہ کی طرف جذب ہو جاتے ہیں نئے فیشن کی طرف ان کے فطری میلان نے بہت جلد نوجوانوں کی ایک انبوہ کو مشرق یا مغرب کے دام بلا میں گرفتار کر دیا۔

اس تباہ کن سیلاب کے مقابلے میں بیشتر اسلامی ملکوں میں بڑے بوڑھوں نے اصلی اسلام کو ایک مکمل انقلابی نظریہ کے طور پر پیش کرنے میں کوتاہی کی۔مذہب کا ایک عام اندازہ جس کا دور انحطاط وزوال میں رواج ہو گیا تھا اور جس کا خلاصہ اور ماحصل اسلام کو چند خرافاتی رسوم وعقائد میں محدود کر دینا تھا بہت سے مواقع میں اسلام کے اصلی تعلیمات سے بہت دور ہو گیا تھا اور اس نئی پود کو مطمئن نہیں کر سکتا تھا۔بیشتر اسلامی ملکوں میں (جن میں ترکی، ہندوستان اور مشرق بعید کے ممالک بھی شامل ہیں) نوجوانوں کی فکری پرداخت کے لئے کافی خوراک مہیا نہیں ہوئی اس خلاء کا مشرق ومغرب کی بدیسی طاقتوں نے ناجائز فائدہ اٹھا کر بھرپور وار کیا۔

متعلق روشن خیال طبقہ،سنیما کی فلموں کے بنانے والے اور ریڈیو وٹیلیویژن کے پروگرام ڈائرکٹر سب نے مل کر یہ طے کیا کہ نوجوانوں کو اپنے دام فریب میں گرفتار کریں تمام فکری اور ثقافتی اڈے اور تمام اقتصادی سیاسی اور حربی اقتدار کی باگ مغرب کی طرف مائل عناصر کے ہاتھ میں تھی، دائیں بائیں بازو کی نظریات سے متعلق جو کتابیں بھی انھوں نے چاہیں جوانوں کے ہاتھ لگا دیں لیکن بیشتر اسلامی ملکوں میں اسلامی تہذیب وثقافت سے متعلق کتابوں کا گویا قحط ہی تھا۔ایک طرف مفید اور رہنما کتابوں کی کمی اور دوسری طرف ہمہ جہتی پروپیگنڈہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ جوانوں کی بڑی تعداد بدیسیوں کے مکتب فکر اور نمونہ ثقافت کی طرف مائل ہو گئی لیکن جن ملکوں میں تیز قدم علماء اور پختہ عزم روشن خیال لوگوں نے اپنی ذمہ داری سمجھی اور اسلام کو ایک اصلی متحرک اور جامع

نظام کی شکل میں پیش کیا اور نوجوانوں کی فکری پرورش پر دھیان دیا۔ وہاں نئی پود نہ صرف یہ کہ اپنے سے بیگانہ نہ ہوئی اور دوسروں کی طرف مائل نہ ہوئی بلکہ یورپ کی ثقافتی اور سیاسی بساط کو الٹ دینے میں اس نے اہم رول بھی ادا کیا نیز اِسلَامِی نَشْأَۃِ ثَانِیَہ اور رجوع بذات کی تحریک میں اس کا مخصوص حصہ ہو گیا۔ صحیح کتب کی رہنمائی کا کام جب بہتر طریقے پر انجام پاتا ہے اور نئی پود کی نفسیاتی فیلڈ کو صحیح رخ دینے کی کوشش کی جاتی ہے تو پھر یہی نسل ثقافتی سامراج کے انحرافی دباؤ کے مقابلے پر بجائے اس کی طرف مائل ہونے کے اس سے سرکشی کرتی ہے۔

فرنگی مآب روشن خیال طبقے نے نئی پود کو خراب کرنے میں اہم رول ادا کیا ہے کیونکہ تعلیم یافتہ جوانوں نے جب فکری خلاء کا احساس کیا تو ان لوگوں کا سہارا لیا جو انھیں فکری غذا فراہم کر سکیں۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جن لوگوں نے حواس کی فکری تغذیہ کی ذمہ داری سنبھالی وہ خود حواس باختہ اور بدیسیوں سے وابستہ تھے ان کی ساری توجہ انھوں ہنر برائے ہنر اور (منفی باف منھیلسٹ ادیبوں) کی تصانیف کے ترجمے جیسے بکت وکامو، یونسکوئی تحریروں کی طرف موڑ دی، اور نشہ آور دوائیں اس نسل کے خون میں پیوست کر دیں ان کی تمام تر کوششیں اس امر پر مرکوز ہو گئیں کہ تیسری دنیا کی نئی پود اپنی اصلی انسانی قدروں کو فراموش کر دے اور اس کی جگہ زندگی کی مادی اور مصرفی قدروں کو اختیار کر لے۔ قابل ذکر بات ہے کہ نئے نظام تعلیم اور مذکورہ بالا طبقہ سے وابستہ اساتذہ اور ادباء کا بھی اس کوشش میں کچھ نہ کچھ حصہ رہا ہے۔

منسوب کی طرف رجحان اور بازارو و سوقیانہ تہذیب وثقافت کی ترویج واشاعت کے بہترین ذرائع سینما، ٹیلیویژن، جاسوسی اور عشقی ناول اور کہانیاں اور سماج میں مرد عورتوں کا آزادانہ اختلاط وغیرہ تھے۔

مغرب کی طرف رجحان نے اضافہ فساد کے ایک خودکار نظام کو جنم دیا۔ جس کی شکل یہ تھی کہ عورتوں کے درمیان پھیلی فساد و بدنظمی اور آزادی وخودمختاری نے ان جوان لڑکوں کو جو جنسی بحران کے بھنور میں پھنسے زندگی گزار رہے تھے، فاسد اور بدچلن کر دیا اور ان جوان لڑکوں کی بدچلنی نے لڑکیوں خصوصاً مہاجر دیہاتی عورتوں کی آوارگی اور ہرزہ گردی کے بھنور میں لا کر ڈال دیا۔

فساد کے اس خودکار نظام کی سب سے بڑی غذا دیہاتی لڑکے لڑکیاں تھیں جو شہروں کی طرف ہجرت کے رجحان کے نتیجے میں بڑے بڑے شہروں میں نو وارد ہوئے فساد کے لاتعداد ڈھکانوں اور شہوت رانی کے بے انتہا مراکز سے روشناس ہوتے اور چونکہ اپنے خاندان اور آشناؤں سے بھی دور ہوتے تھے اس لئے بے خوف وخطر اور کسی ذمہ داری کا احساس کئے بغیر لا ابلالی پن کے مظاہرے کرتے۔

دوسری جانب نہ صرف یہ کہ کوئی صحیح تربیتی ادارہ موجود نہ تھا بلکہ مغرب سے وابستہ حکومتوں کے امکانات بھی فساد و بدنظمی اور فحش و بے حیائی کے مروخوبی کے ہاتھ میں تھے ان اسباب کا نتیجہ یہ ہوا کہ جوانوں میں اخلاقی بگاڑ ہوا اور

وہ حقیقی زندگی کے قدروں سے دور جا پڑے لیکن انھیں نو وارد دیہاتی جوانوں میں کچھ ایسے بھی تھے جن کو پہلے سے صحیح تربیت ملی ہوئی تھی اور مضبوط ثقافتی شخصیت اور شعور سے وہ بہرہ مند تھے انھوں نے بدلی ثقافتی عناصر کو اپنے افکار و خیالات اور اپنے نظام زندگی سے ہم آہنگ نہیں پایا اور مغربی نظام اقدار میں جذب ہونے کے بجائے انھوں نے اس کے خلاف ردعمل کا اظہار کیا۔ دیہاتی جوانوں کے اس طبقے کی شہر میں آمد نے ''رجوع بذات'' (اپنی طرف واپسی) کی تحریک کو اور تیز کر دیا۔

بعض جوانوں کے اسلام سے دور ہونے اور بدیسیوں کی آغوش میں پہنچنے کا ایک دوسرا عامل بڑے بوڑھوں کا نامناسب برتاؤ تھا۔ اسلامی ملکوں کے دور انحطاط و پستی اور عہد انجماد میں جبکہ مسلمانوں کا معاشرہ بہت سے مواقع میں اصلی اسلامی تعلیمات کو فراموش کر چکا تھا جوانوں اور بچوں کے ساتھ اپنے روابط میں بڑے بوڑھوں نے اسلامی ہدایات کو پیش نظر نہیں رکھا، اس کے بجائے ان کے ساتھ وہ تیزی، گرم مزاجی اور روکھے پن سے پیش آئے۔

غصہ ور والدین کی اس روش نے بہت سی خرابیاں پیدا کر دیں، نئی نسل کو روایتی اقدار سے بے تعلق کرنے اور فرنگی مآبی کے دام فریب میں گرفتار کرنے میں ان کا پورا اثر ہے۔ ان روایتی والدین کی نیت اگرچہ بہتر تھی اور جہالت و لاعلمی سے ہی وہ اس طرح کی غلطی کر بیٹھے لیکن اسلامی معاشرے کو ان کی اس غلطی کی بڑی قیمت ادا کرنی پڑی۔ اس اثناء میں ہم ان لاتعداد جوانوں کو جو اسلامی معاشرے کی بجا طور پر عظیم انسانی ثروت اور دولت تھے، دنیائے اسلام کے مختلف حصوں میں ہاتھ سے دے بیٹھے۔

آخر میں ایک ایسا عامل جس نے بہت سے جوانوں کو مغربی تہذیب وثقافت کے نمونوں خصوصاً مارکسیزم کی طرف مائل کر دیا سماجی ناانصافیاں اور مالی واقتصادی پریشانیاں تھیں مشرقی معاشرے کی انحطاط وپستی اور اسلامی تعلیمات سے دوری کے عہد میں خصوصاً یورپ سے وابستہ خود غرض، منحوس اور شیطانی حکومتوں جیسے پہلوی عہد حکومت کے زیر سایہ نئی سماج کی نئی پود یا تو خود ہی ناداری، ناانصافی اور پریشانی دام میں گرفتار تھے یا دوسرے بچوں کو بڑے بڑے شہروں کی گلی کوچوں اور بازاروں میں یا شہروں کے اطراف کھنڈروں میں آوارہ، ننگے اور بھوکے گھومتے ہوئے دیکھتی تھی۔ ایسی حالت میں مشرق ومغرب کے سامراجی کارکنوں نے صنعتی سرمایہ داری یا کمیونسٹ معاشرے کے لوگوں کے طرز زندگی کے جھوٹے اور دلفریب نمونے ان کی نگاہوں کے سامنے پیش کئے۔ اس طرح کے نوجوان جن میں ابھی فکری پختگی کی کمی تھی اور مغربی نظام (جن میں مارکسیزم بھی شامل ہے) سے پیدا ہونے والی آفتوں کا بھی انھیں علم نہیں تھا، ان پر پیگنڈوں کے دام فریبی میں پھنس جاتے، مغرب کی طرف یہ رجحان چاہے امریکہ سے ماخوذ ہو یا روس سے، کوئی فرق دونوں میں نہیں ہے کیونکہ درحقیقت دونوں قسموں کو۔ ایک براہ راست دوسرا بالواسطہ۔ یورپ ہی کی پیداوار سمجھا جا سکتا ہے۔

ان اسباب کی بنا پر اور مشرقی ومغربی بلاک کے

سامراجی کارکنوں کے پھیلائے ہوئے جال کی موجودگی میں نوجوانوں کا طبقہ اسلامی معاشرے میں دوہری آفت سے دوچار ہوا، یا تو شوقیانہ پن اور عدم تشخص کے دام میں پھنس گئے اور آسودگی وخوشحالی اور مصرف کا رویہ اختیار کرلیا یا بدیسی نظریات کے دام میں گرفتار ہیں اور اقتصادی لحاظ سے وہ صحیح راستے سے منحرف ہوگئے۔

مغربی ثقافت کے نمونوں کی اشاعت کے نتیجے میں ان نوجوانوں کا ایک طبقہ تہی مغز و خالی الذہن اور سوقیانہ موجودات کی شکل اختیار کرگیا اور مصرف کے دام میں گرفتار ہوا ۔ٹھیک اس کھلونے کی طرح جسے حسب خواہش لباس پوشاک پہناتے اور بناتے سنوارتے ہیں۔

یہ طبقہ مغرب کے سیاسی اور ثقافتی سامراج اور اس کی لادی ہوئی قدروں کا لقمہ بن گیا۔

مغرب کی طرف مائل جوانوں کا دوسرا طبقہ ان لوگوں کا تھا جو اگرچہ شوقیانہ پن میں گرفتار نہیں ہوئے مگر راہ راست سے برگشتہ ہوکر روس، چین، آبنائی حتیٰ کہ امریکہ کے بظاہر انقلابی اور دلفریب نظریات کے دام بلا میں جا کر پھنس گیا ۔دونوں طبقوں نے اپنی تہذیب وثقافت کو خیر کہا، اپنی تاریخی ثقافتی اور مکتبی ہیئت وشخصیت کو ہاتھ سے دے بیٹھے اور اس راستے پر اپنی جانیں تک نچھاور کردیں۔

پہلا طبقہ مغربی سرمایہ داری اور مصرف پرستی کا کھلونا بن کر رہ گیا جبکہ دوسرا طبقہ مارکسیزم ، سوشلزم اور دوسرے بدیسی نظریات پر قربان ہوکر رہ گیا۔

اپنی تاریخ و تعاقب سے بے تعلقی نے ان نوجوانوں میں سخت قلبی وذہنی تناؤ پیدا کردیا، ان میں شورش، سرکشی و بغاوت ،خطرناک حد تک منشیات کا استعمال ،اخلاقی گراوٹ جنسی مشکلات اور ہزاروں دوسرے مسائل کھڑے کر دئے۔

مغرب کی طرف میلان کے سبب نئی نسل زیادہ سے زیادہ حیرانی وسراسیمگی کی شکار ہوگئی ان میں خاص طور سے جن نوجوانوں نے اپنی سماجی کردار ثقافتی اڈوں کو ترک کردیا اور بدیسیوں سے جا ملے انھیں اپنی شخصیت اور ہیویت کے گم ہوجانے اور شوقیانہ پن کا شکار ہونے کی تکلیف کا احساس ہونے لگا۔ جو نوجوان مغرب کی طرف میلان کے دام کے شکار نہیں ہوئے تھے اور اپنی تاریخ، تہذیب اور نظریات سے وفاداری کے ساتھ چپکے رہے، اسے معاشرے میں جہاں فرنگی مآبی کی لہروں نے ستم ڈھانے شروع کردئے تھے وہ سخت اذیت اور تکلیف محسوس کرنے لگے جن نوجوانوں نے بے طرفی سے کام لیا اور کسی ردعمل کا اظہار نہیں کیا، تعلیم ختم کر کے جب عملی زندگی میں انھوں نے قدم رکھا تو انھیں بھی اس تلخ حقیقت کا اندازہ ہوا کہ مغرب کی طرف میلان والے نظام میں جو چیز ترقی اور پیش رفت کا ذریعہ تھی وہ صرف پیشہ اور روابط میں ہے، علم وفرائض اور استعداد ولیاقت نہیں ہے۔ اس طرح مغرب کی طرف میلان نے بیشتر اسلامی ملکوں میں نوجوانوں کو صرف حیرانی اور مایوسی کا تحفہ دیا ہے۔

بقیہ صفحہ ۴۳؍ پر

کوئی کلام نہیں کہ خدا حقیقتاً قائم بالذات ہے اور اس کی کوئی ماہیت بھی ہے۔ پس یہ تو عین عقیدہ اسلام اور تعلیم ایمان ہے۔

لیکن ان بیانات سے اطمینان نہ ہو جب بھی ہشام موردطعن قرار نہیں پا سکتے کیونکہ مسلم ہے کہ وہ ابتدائی عرصہ تک اپنے ہی کسب کردہ علم و عقل پر عمل کرتے رہے پس اسی زمانہ میں ممکن ہے اپنی سمجھ سے یا اپنے اساتذہ کی تعلیمات کے اثر سے تجسیم و تشبیہ کے شبہ میں بھی مبتلا رہے ہوں یہاں تک کہ بخت بیدار نے کسی تقریب سے حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں پہنچایا اور جب علم و حکمت، معرفت و حقیقت کے اس بحر ذخار کے سامنے اپنے علم کو مثل جز و قطرہ کے پایا تو اپنے ان عقائد باطلہ سے توبہ کر کے مومن کامل اور شیعہ خالص قرار پائے اور صحبت و شاگردی حضرت امامؑ کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔ پس کسی شخص کے ترک کردہ عقیدہ کو بعد میں بھی اس کی طرف نسبت دیتے رہنا کیونکر معقول ہو سکتا ہے ورنہ پھر جتنے جلیل القدر حضرات ابتدائے اسلام سے اس وقت تک کفر ترک کر کے حلقۂ اسلام میں داخل ہوتے رہے ہیں وہ بھی اپنے سابق کفر کے سبب سے موردطعن و تشنیع قرار پا جائیں گے اور پھر یہ سلسلہ بہت دور تک پہونچ جائے گا۔

اس کشمکش اور سراسیمگی کے درمیان اسلامی حلقے کی تازہ تحریک خصوصاً مجاہد علماء اور پختہ عزم روشن خیال حضرات کی کوششوں سے مختلف اسلامی ملکوں میں وسیع مذہبی تنظیمیں بنیں جنھوں نے ان دو خطرناک رجحانات کے مقابلے پر ڈٹ کر جوانوں کے سامنے زندگی کا فلسفہ اور اس کے نصب العین کی وضاحت کی اور انھیں اسلامی قدروں سے روشناس کرایا۔ ان کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ جوانوں میں فرنگی قابی کی جو تباہ کن لہر چل پڑی تھی اس پر روک لگ گئی اور انھیں اخلاقی گراوٹ سے بچا لیا گیا، اس نسل کے کھنڈرات پر ایمان کی نئی عمارت کھڑی ہوئی، جوانوں کا شعور پروان چڑھا اور نئی پود مشرق و مغرب کی سامراجی طاقتوں اور ان کے اندرون ملک کارندوں کے باوجود ساری دنیائے اسلام میں اسلامی تحریکوں کی طاقت ور پشت پناہ ثابت ہوئی، اہل انقلاب اور اسلامی معاشرے کی معمار بنی۔ (جاری۔۔۔)



